

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ "میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی" کی
تشریح سے متعلق سوال و جواب

سائل: عبد اللہ عمر، افغانستان

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے شیخ مکرم، اللہ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، میرا نام عبد اللہ ہے، افغانستان سے ہوں، میرا سوال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ((ستنقسم امتی الی ثلاثہ و سبعین فرقة و کلھا فی النار ماعدا واحدا)) "میرے امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہیں سوائے ایک کے"۔
براہ کرم اس حدیث کی تشریح کر دیں۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پہلی بات: جس حدیث کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے اس کے الفاظ وہ نہیں جو آپ نے سوال میں ذکر کیے ہیں، ہم نے اس سے پہلے بھی 24 ربیع الثانی 1439ھ بمطابق 11 جنوری 2018 کو جاری کردہ سوال و جواب میں اس حدیث شریف پر بحث کی تھی، اس کی مختلف روایات بیان کی تھیں، جن میں کچھ روایات میں مختلف اضافے بھی ہیں، پھر اس جواب کے آخر میں ہم نے جو خلاصہ بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ:

[73 فرقوں میں امت کے تقسیم ہو جانے سے متعلق حدیث کے الفاظ (الی ثلاثہ و سبعین فرقة) "73 فرقوں میں تقسیم ہوگی"، تک تو صحیح ہیں، یعنی جس میں مزید الفاظ کا اضافہ موجود نہیں، ان الفاظ کے بعد پہلا اضافہ یعنی (کلھا فی النار الا واحدة) "سب جہنم میں ہیں سوائے ایک کے"، اس کو اکثر محدثین نے حسن قرار دیا ہے، جبکہ دوسرا اضافہ (کلھا فی الجنة الا واحدة) "سب جنت میں ہیں سوائے ایک کے"، اس کو بہت زیادہ محدثین نے ضعیف کہا ہے، محدثین کی کم تعداد نے اس کو صحیح یا حسن کہا ہے۔ لہذا اصول حدیث کے پیش نظر میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ پہلا اضافہ (کلھا فی النار الا واحدة) "سب جہنم میں

ہیں سوائے ایک کے،" کو تو لیا جائے گا جبکہ دوسرے اضافے (كلها في الجنة الا واحدة) "سب جنت میں ہیں سوائے ایک کے"، کو نہیں لیا جائے گا۔ یہ ان روایات کے حوالے سے ہے جن میں دونوں اضافے موجود ہیں۔]

مذکورہ سوال و جواب میں ہم نے جو ذکر کیا ہے، اس کی بنا پر کچھ روایات جن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے، جو قابل استدلال ہیں، وہ یہ ہیں:

ترمذی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَفَرَّقَتْ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوْ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ وَتَفَتَّرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً))، وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)) "ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود 71 یا 72 فرقوں میں بٹ گئے، عیسائی بھی اتنے ہی فرقوں میں بٹ گئے، اور میری امت 73 فرقوں میں بٹے گی۔" اسی باب میں سعد، عبد اللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے بھی روایات موجود ہیں، ابو عیسیٰ کہتے ہیں: ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ترمذی نے ایک اور روایت میں عبد اللہ بن عمرو سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((وَأَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفَتَّرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) "اور بے شک بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہو گئے، میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک کے سوا سب فرقے جہنم میں ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔" ابو عیسیٰ (ترمذی) کہتے ہیں، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں روایت نقل کی ہے: ((عَنْ أَبِي عَامِرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْيٍّ، قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ... ثُمَّ قَامَ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ تَفَرَّقُوا فِي دِينِهِمْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفَتَّرِقُ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ كَلْهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ)) "ابو عامر عبد اللہ بن لُحَيْيٍّ سے روایت ہے کہ: ہم نے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ حج کیا، پھر جب معاویہ مکہ میں ظہر کی نماز پڑھ چکے تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنے دین میں 72 فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، یہ سب جہنم میں ہوں گے، سوائے ایک فرقے کے، یہی فرقہ

الجماعت ہے"۔ حاکم کہتے ہیں: یہ تمام اسناد اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں حجت ہیں۔ اس میں امام ذہبی بھی ان سے متفق ہیں۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

دوسری بات: ہمارے نزدیک اس حدیث کا راجح مطلب یہ ہے کہ:

1- شریعت میں انتشار اور تفرقہ جیسے الفاظ کا استعمال اکثر عقیدے، اصول دین، قطعی اور واضح امور میں اختلاف میں ہوا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ "ان لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آئے انہوں نے اختلاف کیا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے" (آل عمران: 105)۔ اور ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ﴾ "اور اہل کتاب نے جو اختلاف (تَفَرَّقَ) کیا تو واضح دلیل آنے کے بعد" (البینہ: 4)۔ اور ارشاد ہے ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ "بے شک دین اللہ کے ہاں فرما برداری ہی ہے اور جنہیں کتاب دی گئی تھی انہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا اور جو شخص اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو اللہ جلد ہی حساب لینے والا ہے" (آل عمران: 19)۔ اور ارشاد ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ "جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے (فَرَّقُوا) کر دیا اور کئی جماعتیں بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے" (الانعام: 159)۔

2- الجماعة: کا لفظ جو یہاں ان احادیث میں آیا ہے، اس کا اطلاق شریعت میں مسلمانوں کی جماعت پر کیا جاتا ہے، جو اسلامی عقیدے پر اکٹھی ہوئی ہو، شرعی نصوص سے یہی معنی معلوم ہوتے ہیں، اس بارے میں متفق علیہ احادیث وارد ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيٍّ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِأَحْدَى ثَلَاثِ الثَّيْبِ الزَّانِي وَالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكِ لِدِينِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ)) "کوئی بھی مسلمان جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون صرف ان تین وجوہات کے باعث حلال ہے؛ شادی شدہ ہو اور زنا کرے، قتل کے قصاص میں قتل کیا جائے اور دین کو چھوڑنے والا، الجماعة سے الگ ہونے والا ہو"۔ یہ مسلم سے

روایت ہے۔ اس حدیث شریف میں نبی ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ جماعت سے الگ ہونا دین سے خروج ہے اور دین چھوڑنا ہے، کیونکہ دین چھوڑنے والا اس کو کہا گیا ہے جو جماعت سے الگ ہو جائے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ کفر کرنا اور دین و ملت سے خروج ہی جماعت سے علیحدگی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں کہا ہے: ((قوله: وَالْمُقَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ كَذَا فِي رِوَايَةِ أَبِي دَرَّ عَنِ الْكُشْمِيهَيِّ وَلِلْبَاقِينَ وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ لِكُنْ عِنْدَ النَّسْفِيِّ وَالسَّرْحَسِيِّ وَالْمُسْتَمْلِيِّ وَالْمَارِقُ لِدِينِهِ قَالَ الطَّبِيُّ الْمَارِقُ لِدِينِهِ هُوَ التَّارِكُ لَهُ مِنَ الْمُرُوقِ وَهُوَ الْخُرُوجُ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُقَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ وَلَهُ فِي رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ الْمُقَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ... وَالْمُرَادُ بِالْجَمَاعَةِ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ أَيْ فَارَقَهُمْ أَوْ تَرَكَهُمْ بِالِازْتِدَادِ فَهِيَ صِفَةٌ لِلتَّارِكِ أَوْ الْمُقَارِقِ... وَقَالَ الْبَيْضاوِيُّ التَّارِكُ لِدِينِهِ صِفَةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلْمَارِقِ أَي الَّذِي تَرَكَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَخَرَجَ مِنْ جُمْلَتِهِمْ...))

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ: دین سے الگ ہونے والا جماعت کو چھوڑنے والا، اسی طرح کے الفاظ کُشْمِيهَيِّ کی روایت میں ابو دَرَّ سے منقول ہیں۔ باقیوں نے وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، یعنی دین سے پار نکل جانے والا، لیکن نسفی، سرخسی اور مستملی کے نزدیک یہ حدیث وَالْمَارِقُ لِدِينِهِ کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ اس کے معنی خروج (نکلنے) کے ہیں، مسلم کی ایک روایت میں وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُقَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ آیا ہے۔ الثوری کی روایت میں الْمُقَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ کے الفاظ ہیں، اور جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے، اب مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمانوں سے الگ ہو جائے یا مرتد ہو کر ان کو چھوڑ دے، یہی چھوڑنے اور الگ ہونے والے کی صفت ہے، بیضاوی نے کہا ہے: التارک لدینہ المارق کے لیے صفت موگدہ ہے، یعنی المارق التارک ہی کے معنی میں ہے، یعنی جو مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر ان کے درمیان سے نکل جائے۔

3- اس حدیث کی مختلف روایات میں حضور ﷺ کا یہ قول مبارک کہ «وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي» "میری امت متفرق ہو جائے گی"، «وَتَفْتَرِقُ هَذِهِ الْأُمَّةُ» "یہ امت متفرق ہو جائے گی"، «وَأَنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ» "یہ عقیدہ متفرق ہو جائے گا"، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں اُمت یا ملت سے مراد امتِ مسلمہ ہی ہے، جو دین اسلام پر ایمان لاپچی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روایت میں امت کی نسبت اپنی طرف کی ہے، یعنی «أُمَّتِي» "میری امت"، فرمایا ہے، بعض روایات میں آپ ﷺ نے اس کی پہچان کرائی ہے کہ اس سے

«هَذِهِ الْأُمَّةُ» "یہ امت"، «وَهَذِهِ الْأُمَّةُ» "یہ عقیدہ"، مراد ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حدیث مخصوص امت اور مخصوص ملت کے بارے میں ہے، اور وہ امتِ مسلمہ ہے۔

4- جیسا کہ معلوم ہے کہ اسلام میں کچھ اختلافات مذموم بھی ہیں اور کچھ ممدوح بھی ہیں۔ ممدوح اختلاف (جس کی تعریف کی گئی ہے) اجتہادی مسائل میں اختلاف ہے، جس کی بنیاد نصوص کی سمجھ میں اختلاف پر ہے، اور درست اجتہاد کرنے والے کے لیے اس میں دواجر ہیں، غلطی کرنے والے کو بھی بہر حال ایک اجر ملتا ہے جیسا کہ صحیح امام بخاری میں روایت کردہ حدیث میں وارد ہے کہ عمر و بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) "جب فیصلہ کرنے والا کوئی فیصلہ کرے اور وہ (درست سمجھ تک رسائی کے لیے) اجتہاد کرے (کوشش میں حد کر دے) پھر وہ درست رائے تک پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں، اور جب وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر (حکم دینے میں) اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے"۔ اور مذموم اختلاف جیسے عقیدے میں اختلاف، بینات یعنی واضح دلائل اور قطعیات میں اختلاف، یہی وہ اختلاف ہے جو اختلاف کرنے والے کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اس کی ایک اور قسم وہ اختلاف ہے جو خواہش نفس پر مبنی ہو، جیسے اُن اہل بدعت کا اختلاف جو اپنی بدعت سے انکار نہیں کرتے، یا پھر امام یعنی حاکم وقت یا اس کی اطاعت پر اختلاف بھی مذموم اختلاف ہے، اسی طرح اور اختلاف ہیں جو مذموم ہونے کے باوجود اختلاف کرنے والے کو اسلام سے خارج نہیں کرتے۔

تیسری بات: مذکورہ بالا نکات کو مد نظر رکھ ہم یہود و نصاریٰ اور امت کے انتشار و تفریق سے متعلق مذکورہ حدیث شریف کو سمجھ سکتے ہیں، اور اس کی تفصیل یوں ہے:

1- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دین حق دے کر بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا، ان پر کچھ لوگ ایمان لے آئے اور توحید کے سچے عقیدے پر اکٹھے ہو کر ان کا ساتھ دیا، چنانچہ وہ ایک ہی ملت بن گئے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ اس ملت سے کچھ گروہ الگ ہو گئے جنہوں نے توحید پر ایمان رکھنے والی ملت سے دین میں اختلاف کیا؛ جیسا کہ حدیث میں ہے ((إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ تَفَرَّقُوا فِي دِينِهِمْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً)) "بے شک اہل کتاب دین میں 72 فرقوں میں بٹ گئے"۔ سوانہوں نے عقیدے، واضح دلائل اور دین موسیٰ کے قطعی و یقینی تصورات میں صحیح عقیدے والوں سے اختلاف کیا، یوں وہ موسیٰ کے دین سے نکل گئے اور کافر

ہوئے، جو فرقے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر گئے اور اصل دین سے اختلاف کرنے کے باعث مستقل ملتوں کی شکل اختیار کر گئے ((إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ تَفَرَّقُوا فِي دِينِهِمْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً))" بے شک اہل کتاب دین میں 72 فرقوں میں بٹ گئے"، ان کی تعداد 70 یا 71 فرقوں تک پہنچ گئی، یہ سب کفریہ ملتیں ہیں اور جہنمی فرقے ہیں، جبکہ دین موسیٰ پر برقرار رہنے والی ملت جو 71 ویں یا 72 ویں ملت تھی، وہ اہل حق اور جنتی ہے، اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکاروں میں سے یہی فرقہ ناجیہ کہلایا۔

2- اس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو دین حق دے کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا، چنانچہ ان پر بھی کچھ لوگ ایمان لے آئے اور توحید کے حق اور سچے عقیدے پر ان کے ساتھ متفق ہو گئے، یوں وہ لوگ ملت واحدہ اور ملت مومنہ بن گئے۔ لیکن وقت کے ساتھ اس ملت سے نکل کر مختلف گروہ بن گئے، یعنی پہلی امت مومنہ سے انہوں نے دین میں اختلاف کیا، چنانچہ انہوں نے عقیدے، بینات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے قطعی افکار میں سے اپنا جدا رستہ اپنایا، یوں وہ ان کے دین سے نکل گئے اور کفار بن گئے، فرقوں کی تعداد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے نکلے اور حضرت عیسیٰ کی ملت سے اختلاف رائے کی وجہ سے علیحدہ ملتیں بن گئے، ان کی تعداد 71 فرقوں تک پہنچی، یہ سب کفریہ ملتیں ہیں اور جہنم والوں میں سے ہیں، وہ ملت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر برقرار رہی تھی، 72 واں فرقہ ہے وہ اہل حق اور اہل جنت میں سے ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں میں سے یہی فرقہ ناجیہ ہے۔

3- پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو دین حق اور عقیدہ توحید کے ساتھ بھیجا، پھر ان پر مسلمان ایمان لے آئے اور جس عقیدے پر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کا ایمان تھا، بعینہ وہی عقیدہ اختیار کر لیا، اس طرح اس اجتماعی عقیدے کی وجہ سے وہ امت مسلمہ کہلائے یا ملت اسلامیہ اور الجماعت کہلائے۔ لیکن دین محمدی ﷺ سے کچھ قومیں نکل گئیں (اور مزید نکلیں گی) اور جس عقیدے، قطعی نصوص اور بینات پر نبی ﷺ، صحابہ کرام اور مسلمان تھے ان سے الگ ہو گئیں (مزید الگ ہوں گی)۔ یہ جتنے لوگ الگ ہوئے ہر ایک فرقہ بن گیا اور ملت اسلامیہ سے جدا فرقہ بن گیا، کیونکہ وہ اسلامی عقیدے کے مخالف عقائد پر ایمان لے آئے۔ یہ فرقے جن کے پیروکار مسلمان تھے پھر اسلام سے خارج ہو گئے، 72 فرقے یا عقائد بنے، یا بنیں گے یہ سب کافر فرقے ہیں اور اہل جہنم میں سے ہیں، ایک فرقہ جو 73 واں فرقہ ہے جو اصل فرقہ ہے، یعنی جسے الجماعت اور ملت اسلامیہ کہا جاتا ہے، جس کا نبی ﷺ اور صحابہ کے عقائد پر ایمان ہے، جو اسلام کی قطعی نصوص اور بینات پر پکا ایمان رکھتے ہیں اور یہی مسلم امت کہلاتا ہے، جن کا اللہ تعالیٰ، فرشتوں، اللہ کی کتابوں، پیغمبروں اور قیامت کے دن، قضا و قدر اور اس میں خیر و شر کے اللہ کی طرف سے

ہونے پر ایمان ہے، یہی اسلام کی امت ہے جو کامیاب فرقہ ہے اور جو اہل جنت میں سے ہے، تو یہی وہ فرقہ اور ملت ہے جو نبی ﷺ اور صحابہؓ کے عقیدے پر متفق ہے اور الجماعت ہے۔

چوتھی بات: حدیث کی اس تشریح اور اس کی حقیقت کے مطابق ہم اس کا خلاصہ یوں بیان کر سکتے ہیں کہ:

1- کامیاب فرقہ (فرقہ ناجیہ) ہی اپنے عمومی مفہوم میں مسلم امت ہے، جو اسلامی عقیدے اور دین کے قطعیات و بینات پر اکٹھی ہوگئی ہے، خواہ اس کو ماننے والوں کی آراء، افکار اور مذاہب میں عقیدے سے نکلنے والے فروعی مسائل اور احکام شریعت میں اختلافات ہوں، اس کی نجات اور جنتی ہونے کا سبب اسلامی عقیدے، اس کے قطعیات اور واضح دلائل (بینات) پر اس کا ایمان ہے، اس بنا پر:

ا۔ پس اہل سنت و الجماعت کے اشعری و ماتریدی متکلمین اور دیگر کلامی مذاہب و مسالک، اسی طرح سلفی کہلانے والے، اہل حدیث اور ان کے علاوہ دیگر اسلامی فکری مذاہب اور اصحابِ اقوال؛ سب کے سب فرقہ ناجیہ والوں میں سے ہیں، ان شاء اللہ! کیونکہ یہ سب محمد ﷺ کے پیروکار ہیں، اسلامی عقیدے اور اس کے قطعیات و بینات پر ایمان لانے والے ہیں، ان کے درمیان موجود اختلافات ان کو اسلام سے نہیں نکالتے۔

ب۔ مختلف فقہی مذاہب جیسے احناف، مالکی، شافعی اور حنبلی اور دوسرے فقہی مذاہب اور مختلف مجتہدین کے پیروکار، سب فرقہ ناجیہ والے ہیں ان شاء اللہ! کیونکہ یہ سب محمد ﷺ کے پیروکار ہیں، اسلامی عقیدے اور اس کے قطعیات و بینات پر ایمان لانے والے ہیں، ان کے درمیان موجود اختلافات ان کو اسلام سے نہیں نکالتے۔

ج۔ اسلامی جماعتیں، تحریکات اور تنظیمیں جو ہمارے اس دور میں میدانِ عمل میں ہیں، جیسے حزب التحریر، اخوان المسلمون، تبلیغی جماعت والے، جہادی تنظیمیں، سلفی جماعتیں، وغیرہ، سب فرقہ ناجیہ ہیں ان شاء اللہ! کیونکہ یہ سب محمد ﷺ کے پیروکار ہیں، اسلامی عقیدے اور اس کے قطعیات و بینات پر ایمان لانے والے ہیں، ان کے درمیان موجود اختلافات ان کو اسلام سے نہیں نکالتے۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے کسی بھی گروہ کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ اس حدیث کی بنیاد پر اپنے تئیں فرقہ ناجیہ یا کامیاب گروہ ہونے کا دعویٰ کرے، کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ اپنے مخالفین جو کہ مسلمان ہیں، ان کو دائرہ اسلام سے باہر کر کے دائرہ کفر میں داخل کر دیں، جو کسی طرح درست نہیں۔ پس سب مسلمان جو

اسلامی عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے قطعیات و بینات پر یقین رکھتے ہیں، ان شاء اللہ فرقہ ناجیہ (نجات یافتہ گروہ) میں سے ہیں۔

2- فرقے جو اسلام سے خارج ہو کر کافر بن چکے اور جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہونے والے جہنمی فرقے کہلانے کے مستحق ٹھہرے، وہ فرقے ہیں جو دین کے مخالف ہوئے اور مسلمانوں کے عقیدے سے نکلے، اسلام کے قطعیات و بینات پر تجاوز کیا، اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک بنایا، یا محمد ﷺ کے بعد کسی غیر کو نبی مانا یا سنت رسول ﷺ کا انکار کیا وغیرہ۔ جیسے دروز، نصیری، بہائی، قادیانی وغیرہ، سب کافر فرقے ہیں اور اسلام سے خارج ہیں۔ یہود میں سے ان کی مثال وہ لوگ ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے دین سے نکلے تھے وہ قوم تھی جس نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا، عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو کاروں میں سے وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا۔ یہ دو فرقے تھے جو اپنے عقیدے میں ان دونوں کے عقیدے اور دین سے باہر ہوئے، جس کی وجہ سے وہ کفار میں سے ہو گئے۔

اُمید ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب اس شرح و بیان کے بعد واضح ہو گیا ہو گا۔ واللہ اعلم والحکم۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

16 جمادی الثانی 1442ھ

29 جنوری 2021ء